آتی انھوں کے عوض میرے تئیں موت کاش
زندگی اسوقت ہے مجھپہ نہایت وبال

جاؤں مدینے اگر کسکو میں بابا کہوں
مجکو بتا درد دل کس سے میں اپنا کہوں
مجھسے جو تیری خبر پوچھے تو میں کیا کہوں
دکھ کے بتاؤں جو تجھے مر گئے روز قتال

تو تو اے بابا ہوا اس جگہ آکر مقیم
جان سے کے اشقیا مجکو کہ ہے یہ سقیم
شام کو اس طرح لے جاتے ہیں تیرے یتیم
چھین کی ہیکل گلے طوق دیا میرے ڈال

اس تن بیجان نے سنکے یہ باتیں کہا
شکر کی ہے یہ جگہ ہے نہ شکایت کی جا
کھا نہ غم اے نور چشم یوں ہی تھی حق کی رضا
کس کو ہے اس امر میں لا و نعم کی مجال

تیغ ستم سے ہوا گو کہ جدا سر ز تن
خوب ہوا جو ہوا مجھپہ یہ رنج و محن
اور رہی دشت میں لاش مری بیکفن
حق کے تو آگے نہیں آج مجھے انفعال

مرتبہ رکھتا ہے یہ جملہ مراتب پہ فوق
راہ میں حق کی مریں خویش و برادر بذوق
سر ہو مرا نیزے پر تیرے گلے میں ہو طوق
اونٹوں پہ جاویں اسیر ہو کے سب اہل عیال

چھٹکے جو اس قید سے جاوے مدینے کو تو
یعنی کہ تیرا حسین جگ سے گیا سرخرو
مرقد جد سے مرے کہیو یہ سب ہو بہو
نزد حق دادرس خوب ہے انکا مآل

عابد محزوں کو جب کہہ کے یہ رخصت کیا
ساتھ جفا پیشوں کے شام کا پینڈا لیا
ان نے تب اس لاش کے پانو پہ بوسہ دیا
دیدہ پر از خون دل سینہ پر از صد ملال

ختم کر اے مہرباں اب تو یہ نظم کلام
حشر میں محشور ہو تو بجناب امام
مرثیہ کیا خوب طرح تجھ سے ہوا یہ تمام
مانگے جو کچھ اس جگہ رد نہ ہو تیرا سوال

مرثیہ دیگر حضرت امام

رووے وہ آل نبی سے جسے محبت ہے
یہ وہ ہے رات کہ فجر اسکی میں قیامت ہے
کرے وہ خاک بسر جسکو اس سے الفت ہے
حسین ابن علی کی شب شہادت ہے

ہوئے ہیں تین دن اسپر کہ بند ہے پانی
نظر میں ذبح ہے لیکن جوں بچشم قربانی
مرے ہے پیاس کو مارے نبی کا وہ جانی
جگر کو فاطمہ زہرا کے یہ اذیت ہے

کریگا شقیوں سے ہر چند آب کا وہ سوال
ندان خون میں وہ ڈوبیگا فاطمہ کا لال
ہو کلوں سے تو ملنا ہے اسکو آب محال
اور آپ ہم سے کہیں کیا ہماری شامت ہے

کہون مین جمع کا اس رات کی سو کیا عالم
رہیگا تا بقیامت جہان مین اسکا غم
گلوے تشنہ پہ اسکے چلے گی تیغ دودم
مباح آل محمد پہ وہ مصیبت ہے

مگر وہ باندھ کے بیٹھا ہی اپنے مرنے پر
ہر ایک کو ہی تمنا کٹا دے اپنا سر
اور اسکے گرد مین بیٹھے سبا کو خویش و دلبر
سمجھ چکے ہین کہ اسمین ہی اب سعادت ہی

نہ درد باپ کو بیٹے کا اس جگہ زنہار
سواے اسکے انھو نکا نہ کوئی یاور و یار
نہ ولین بیٹی سے دکھ باپ کا کری ہی قرار
اک آشنا ہی جو اسنے سو انکی غربت ہے

اور آگے کیا کہون احوال باد لِ پُر درد
اٹھا زمین سے کردن سر پہ اپنی مشت گرد
ہر ایک حرف پہ یون چاہیے بھرون دم سرد
نکالون تب یہ زبان سی کہ یون روایت ہی

لگے تڑپنے جو پانی کے واسطے اطفال
کیا یہ شاہ سے تب ہوکے مضطرب احوال
کیا ہی مادر اصغر کا لوٹ استقلال
کرا ہے پیاس کو اس بچے پر آفت ہی

نہین ہی دودھ کہ مین تر کرون اب اسکا دہان
پلادو پانی اسے ورنہ اسکی جاتی ہے جان
سمٹ کی طوطی کی سی منہ مین ہو گئی ہی زبان
اگر تمھین مرے بچے پہ کچھ شفقت ہے

تدان شہ اسے بالو کی گود سے لیکر
کیا سوال زبس کر دیا سے آن لشکر
بحرب گاہ گئے ہو سوار گھوڑے پر
کہ کچھ بھی روز قیامت کی تمکو دہشت ہے

کیا ہی آل محمد پہ تم نے بند یہ آب
تم اس بچے کا تو گردن پہ اپنی لو نہ عذاب
کہ طفل ہی چھ مہینہ کا پیاس سے بیتاب
سمجھ لو یہ کہ پھر اس کام مین ندامت ہے

اگرچہ آگے تمھارے گناہگار ہون مین
تمھارے سامنے عاصی اگر ہزار ہو مین
تمھارا کشتنی تیغ آبدار ہون مین
کہو تو اسپہ بھلا کیا گناہ ثابت ہے

خدا کیواسطے اسکو تو قطرہ پانی دو
وبال مین تو گرفتار اسکے تم مت ہو
پھر آگے قتل مجھے چاہو جس طرح کیجو
جو کچھ کہ قہر الٰہی کی تم کو غیرت ہے

دیا جواب لعینون نے شاہ دین کے تئین
ابو تراب کے بیٹے یہ جان لے تو یقین
کہ خوف ہمکو تو ان بالون سی ذرا بھی نہین
سخن قبول ترا ایک بغیر بیعت ہے

یہ کہکے انمین سے تب اک لعین نے واویلا
اور اسکو کھینچ کے پھرے شاہ دین پھینکا
کمان کے فاق سی سوفار تیر کا جوڑا
کرو تو منصفو انصاف کیا قساوت ہے

وہ تیر حلق پہ اس طفل کے لگا ناگاہ
اور اسطرح کہ گیا پھوٹ اس سی بازوے شاہ

یہ حال دیکھ کے چپ ہو رہے وہ بھر کر آہ | پھر آئے خیمے مین لے اُس کو یہ حکایت ہے
یہ حرف گود مین بانو کے دے کے فرمایا | شتاب لے کہ مین سیراب اسکو کر لایا
وہ آپ ان نے تو پیکان تیر سے پایا | ہمارے واسطے جو شربت شہادت ہے

یہ حال دیکھ حرم مین ہوا یہ غل برپا | کہ جسکو کہتے ہین شور قیامت کبرا
کوئی سر اپنا کوئی منہ کو اپنے پیٹے تھا | کہے تھا کوئی غضب آج ہم پہ آفت ہے

پڑا تھا گود مین مادر کی اپنے وہ معصوم | ہر ایک دیکھے تھا اسکا چھدا ہوا حلقوم
کرین تھین خاک کرڑی سر پہ زینب و کلثوم | غرض یہ نقل نہین حشر کی مصیبت ہے

مگر اب آگے سخن مہربان ہو خاموش | کہ سامعون کو رہین آج اسقدر تو ہوش
حسن حسین یہ تا کہکے صبح مارین جوش | نظر کر اسپہ کہ حضارون کی جو حالت ہے

غرض کہا ہے یہ ایسا ہی مرثیہ تو نے | کہ اسکی مزد مین جنت مین گھر لیا تو نے
علاج عفو جرائم کا یہ کیا تو نے | شفیع حشر ترا حضرت رسالت ہے

مرثیہ حضرت امام

کربل مین جو پہونچے تو ہوا اسکو یہ منظور | پانی پہ کرین خیمہ کہ ہے جنگ کا دستور
بولے شہ دین سعی کرو اپنے بمقدور | نزدیک رضا حق کے یہی ہو پانی سے گو دور

کب مٹ سکے جو دفتر قسمت کی ہے تحریر | آتی ہے یہی غیب سے آواز کہ شبیر
اب جتنے ترے کام ہین دے سونپ بہ تقدیر | تدبیر یہ کہتی ہے رکھو یان مجھے مقدور

خیمہ ہو لب آب تو اسکے نہو درپے | ہر طرح لگیگا ہمین یان آب ہے وہ شے
تیغ و تبر و دشنہ و خنجر مین بھی تو ہے | سب اہل کے وہی پہونچینگے ہو خرم و مسرور

ہر چند عطش بیچ ہے پانی کی حلاوت | پہونچینگے لب اہل جہان تا بقیامت
پر آب خنجر دے ہے جو کچھ پیاس کی لذت | سمجھے یہ وہی ساقی کوثر کا جو ہو بلور

ظاہر مین جو دیکھو تو بہت تلخ ہے یہ آب | شیرینی باطن ہے وہ کہ قند مین نایاب
خوش طالعی انکی ہے نہین اسکو جو احباب | کب انکے نصیبون مین ہے جو لذت رکھین نور

یاد دہی کہتا ہے سبھے رہبر جنت | اب دو ہی قدم تم سے رہا کوثر جنت
زخم دم شمشیر ہے تن پہ در جنت | خنجر کی رگ گرہ حلق پہ ساغر بکف حور